شادی بیاہ کے موقع پر خشیت و خضوع سے دعاؤں کی تلقین

(فرمودہ ۲۷ ستمبر ۱۹۴۶ء بعد نماز مغرب بمقام ۸ پارک روڈ دہلی)

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا: [۱]

مجھے اس وقت سر درد کی شکایت ہے اس لئے میں زیادہ بول نہیں سکتا میں مختصر طور پر خطبہ پڑھوں گا۔ دنیا کا سارا امن و امان شادی بیاہ پر منحصر ہے۔ بظاہر یہ اعلان معمولی معلوم ہوتا ہے لیکن در حقیقت ساری دنیا کی سیاست، حکومت اور اقتصادی حالت نکاح پر منحصر ہے۔ اور جتنی نیک تحریکیں یا جتنے فتنے پیدا ہوتے ہیں ان سب کی بنیاد نکاح پر ہوتی ہے۔ بعض لوگوں نے ان فتنوں کو دیکھ کر یہ عقیدہ رائج کیا ہے کہ شادیاں نہیں کرنی چاہئیں کیونکہ ان کی وجہ سے ہی سب فسادات پھیلتے ہیں۔ چنانچہ اسی وجہ سے منک (Monk) اور نن (Non) کا طریق رائج ہوا اور لوگوں نے رہبانیت کے طریق کو اختیار کیا کہ نہ اولادیں پیدا ہوں اور نہ یہ فسادات پھیلیں۔ گویا اس طریق سے انہوں نے فتنہ کا سد باب کرنا چاہا مگر انہوں نے یہ نہ سوچا کہ جس چیز کی خواہش فطرت کے اندر رکھ دی گئی ہے اسے چھوڑا نہیں جا سکتا اور اس سے رکنا دنیا کے لئے ناممکن ہے۔ باوجود اس کے عیسائی دنیا میں ہزاروں ہزار منک اور ننز ہیں لیکن دنیا کی آبادی میں کمی نہیں ہوئی اور ان فتنوں اور فسادوں کے دروازے بند نہیں ہوئے۔ پس یہ سمجھنا کہ رہبانیت دنیا کو امن دے سکتی ہے یہ بالکل غلط ہے اور نہ ہی دنیا اسے اختیار کر سکتی ہے۔ اب سوال ہوتا ہے کہ اگر یہ فطرتی خواہش ہے اور انسان شادی کرنے پر مجبور ہے اور پھر آگے شادی سے نسل پیدا ہوتی ہے اور نسلوں کے بڑھنے سے فسادات پھیلتے ہیں تو پھر کیا کیا جائے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ شادی کے اس طریقہ کو اختیار کیا جائے جو بنی نوع انسان کے لئے مفید اور باعث راحت و آرام ہو اور وہ اصل طریقہ اسلام نے پیش کیا ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ نسلوں کے منبع کی تربیت کرو اگر تمہاری عورتوں میں نیکی اور تقویٰ ہو گا تو آئندہ تمہاری اولادوں میں بھی یہ چیز پیدا ہو جائے گی اور وہ دنیا کے لئے فتنہ و فساد کا موجب نہ بنیں گے بلکہ دنیا کے لئے امن کا ذریعہ بنیں گے۔ اور چونکہ شادی کے نتیجہ میں بچے پیدا ہوتے ہیں اس لئے اسلام نے یہ ضروری قرار دیا کہ نکاح کے موقع پر بھی میاں بیوی کو وعظ و نصیحت کی جائے اسی لئے رسول کریم ﷺ نے یہ آیات جو میں نے ابھی تلاوت کی ہیں ہمیشہ نکاح کے موقع پر پڑھی ہیں ان میں والدین اور میاں بیوی کے فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ نکاح کی رسم تو قریباً تمام قوموں میں ہے اس موقع پر خوشیاں منائی جاتی ہیں یعنی لوگ باجے بجاتے ہیں بعض کئی اور رسوم ادا کرتے ہیں۔ ہندوؤں میں مٹھائیوں کی گڑیاں بنائی جاتی ہیں اور میاں بیوی کو پھیرے دیئے جاتے ہیں۔ اس میں شبہ نہیں کہ یہ خوشی کا موقع ہوتا ہے لیکن اسلام نے اس موقع کو صرف خوشی ہی نہیں قرار دیا بلکہ مرد اور عورت کو سنجیدگی کے ساتھ غور کرنے کا بھی حکم دیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ نکاح جو تم کرنے لگے ہو اس سے بچے پیدا ہوں گے جن سے ہزارہا قسم کی خوبیاں یا عیب رونما ہوسکتے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے اس کام میں ہاتھ ڈالو۔ مثال کے طور پر تم دیکھو انبیاء بھی عورتوں سے ہی پیدا ہوئے اور نکاحوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے اور ان کے دشمن بھی عورتوں سے ہی پیدا ہوئے اور نکاحوں کے نتیجہ میں پیدا ہوئے لیکن دونوں میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ فرعون موسیٰ یعنی جو موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں تھا اور جس کا نام رعمسیس تھا جب اس کے ماں باپ کی شادی ہوئی ہوگی تو کتنی دھوم دھام سے ہوئی ہوگی لاکھوں روپے کا جہیز دیا گیا ہو گا ملک بھر میں چراغاں کیا گیا ہو گا کہ شہزادہ کی شادی ہو رہی ہے، ملک کے کونے کونے سے مبارکباد کے پیغام آئے ہوں گے مگر کسی کو معلوم نہ تھا کہ اس دھوم دھام کی شادی کے نتیجہ میں وہ انسان پیدا ہو گا جس پر ہمیشہ لعنتیں پڑتی رہیں گی اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماں باپ کی شادی ہوئی ہوگی تو کتنی خاموش شادی ہوگی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے والد غریب آدمی تھے بھٹے میں اینٹیں پکانے کا کام کرتے تھے ان کی خوشی زیادہ سے زیادہ یہ ہوئی ہوگی کہ پانچ سات آدمیوں کو کھانا کھلا دیا ہو گا۔ سارے ملک میں چراغاں تو کجا کسی ایک شہر میں بھی چراغاں نہ ہوا بلکہ کسی ایک قصبہ میں بھی نہ ہوا ہو گا کسی گاؤں میں بھی نہ ہوا ہو گا، بلکہ

کسی گاؤں کی گلی میں بھی نہ ہوا ہو گا، بلکہ ان کے اپنے گھر میں بھی نہ ہوا ہو گا۔ مگر کون کہہ سکتا تھا کہ اس خاموش شادی کے نتیجہ میں ایک ایسا انسان پیدا ہو گا جس پر دنیا کے سارے کونوں سے رحمتیں بھیجی جائیں گی۔ ایک طرف تو وہ دھوم کی شادی جس کے نتیجہ میں وہ شخص پیدا ہوا جس پر تمام دنیا کی لعنتیں پڑتی ہیں اور دوسری طرف وہ خاموش شادی ہے جس کے نتیجہ میں وہ شخص پیدا ہوا جس پر صبح و شام رحمتیں بھیجی جاتی ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں جو بڑے بڑے فریسی تھے ان کے والدین کی جب شادیاں ہوئی ہوں گی تو کس شان و شوکت سے ہوئی ہونگی اور ملک بھر میں شور پڑ گیا ہو گا کہ فلاں عالم کی شادی ہے۔ مگر مسیح علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو یہودی علماء نے آپ کو سخت سے سخت تکلیفیں دیں اور ان کے ماننے سے انکار کیا ان کی والدہ پر بہتان باندھے کہ نعوذ باللہ یہ ولدالزنا ہے اور مسیح علیہ السلام کو مصلوب کرنے کی انتہائی کوششیں کیں گو وہ صلیب پر چڑھانے میں تو کامیاب ہو گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو صلیب سے زندہ اتار لیا اور یہودیوں کے اس سلوک کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان پر لعنت کی۔ اب یہودی جہاں جاتے ہیں وہاں ان پر لعنت ہی پڑتی ہے۔ ہٹلر مسولینی اور فرینکو نے ان کے لاکھوں آدمیوں کو مروا دیا۔ اور ان پر ایسی لعنت پڑی ہے کہ انیس سو سال گزر چکے ہیں اور یہودی لاکھوں خون دے چکے ہیں لیکن ان سے وہ لعنت دور نہیں ہوتی۔ یہ سب اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے حضرت مسیح علیہ السلام کی مخالفت کی اور انہیں صلیب پر لٹکایا۔ اس کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کے ماننے والوں کو اس قدر ترقی دی کہ وہ تمام دنیا پر چھائے ہوئے ہیں۔

یہی کیفیت رسول کریم ﷺ کی پیدائش کے وقت تھی۔ جب ابو جہل پیدا ہوا ہو گا تو پتہ نہیں کتنی قربانیاں ذبح کی گئی ہوں گی اور کتنی دعوتیں کی گئی ہوں گی اس وقت لوگ کہتے ہوں گے کتنا بھاگوان بچہ ہے کہ جس کی خوشی میں اس قدر قربانیاں ذبح کی گئی ہیں اور اتنے غریبوں کو کھانا ملا ہے۔ لیکن جب رسول کریم ﷺ پیدا ہوئے اس وقت آپ کے والد فوت ہو چکے تھے اور آپ یتیم ہونے کی حالت میں اس دنیا میں آئے لیکن وہ بچہ جس کے متعلق لوگوں کا خیال تھا کہ یہ بڑا بھاگوان ہے وہ وطن سے دور لعنتی موت مرا اور ہمیشہ کے لئے ذلت کے گڑھے میں جا پڑا اور آج کوئی اس کا نام لینا بھی پسند نہیں کرتا۔ اس کی اپنی اولاد نے بھی اس کا نام لینا پسند نہ کیا لیکن جہاں اس کا کوئی نام لینے والا موجود نہیں وہاں رسول کریم ﷺ کا نام لینے والے

کروڑوں لوگ دنیا میں موجود ہیں حالانکہ آپ کی کوئی نرینہ اولاد نہ تھی۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ [2] کہ کل کو اس کام کے بڑے بڑے نتائج نکلنے والے ہیں اس لئے تقویٰ اور خشیت اللہ کے ساتھ اس گھر میں داخل ہو اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ احکام کے مطابق اپنی زندگی گزارنے کی کوشش کرو۔ اگر تم ایسا نہیں کرو گے تو آئندہ تمہاری قوم کے لئے خطرناک نتائج پیدا ہوں گے۔ پس شادی کے وقت مرد اور عورت کو دوسرے رشتہ داروں کو بہت دعائیں کرنی چاہئیں کہ اللہ تعالیٰ اس تقریب کو ان کے لئے آرام اور اطمینان کا باعث بنائے۔ جب تقویٰ اللہ کا خانہ خالی چھوڑا جاتا ہے اس وقت شادیاں دنیا کے لئے تباہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ یورپ کے لوگ چونکہ محض نفسانی خواہشات کے لئے شادیاں کرتے ہیں اس لئے ان شادیوں کے بد نتائج بھی نکل رہے ہیں اور تمام ممالک اکثر ایک دوسرے سے برسرِپیکار رہتے ہیں اور ایک قوم دوسری قوم کو تباہ کرنا چاہتی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا یہ قانون ہے کہ جب بھی نفسانی لذات کے پورا کرنے کے لئے شادیاں کی جائیں گی ان کے نتائج برے ہی نکلیں گے اور ان کی نسلیں اپنی قوم کی تباہی کا موجب بنیں گی اور آج ہمیں یہ نظارہ یورپ میں نظر آرہا ہے۔ پس دنیا کی فتوحات اتنی اہم نہیں، کسی ملک کا فتح ہونا یا ہاتھ سے نکل جانا اتنا اہم نہیں جتنا کہ شادی اور بچے کا پیدا ہونا اہم ہے۔ بعض لوگ ان خوشی کے مواقع پر اللہ تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں اور خلاف شریعت افعال بھی شادی بیاہ کے موقع پر کر گزرتے ہیں حالانکہ یہ ایک ایسا موقع ہے جس پر انسان کو پوری خشیت اور خضوع سے دعاؤں میں لگ جانا چاہئے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کوتاہیوں اور لغزشوں کو معاف فرماتے ہوئے شادی کے نیک نتائج پیدا کرے ہماری جماعت کو یہ بات خاص طور پر مد نظر رکھنی چاہئے کہ شادیوں اور نکاحوں کے مواقع پر ان کی حرکات اور ان کے افعال دوسرے لوگوں جیسے نہ ہوں اور وہ اس موقع پر اللہ تعالیٰ کے حضور جھک جائیں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان شادیوں کو حقیقی معنوں میں شادیاں بنائے۔ بہت سی باتیں ایسی ہوتی ہیں جن کا انسان کو علم نہیں ہوتا یا اس کے بس سے باہر ہوتی ہیں وہ خود ان کی اصلاح نہیں کر سکتا ایسے مواقع پر دعا ہی اس کے لئے بہتری کے سامان پیدا کرتی ہے۔

(الفضل یکم دسمبر ۱۹۶۰ء صفحہ ۳، ۴)

[1] الفضل سے فریقین کا تعین نہیں ہو سکا۔

[2] الحشر: ۱۹